# اہل سیاست

مفتی اعظم پاکستان
مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ

oqabitalibjan@gmail.com

# مفتی اعظم پاکستان
# مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ

## ۲ اہل سیاست:

اہل سیاست کا حال یہ ہے کہ اسلام کے نعرے تو بہت لگاتے ہیں مگر سیاسی مصالح کی خاطر حدودِ شریعت سے تجاوز کر جاتے ہیں، جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ کا یہ فعل تو سراسر شریعت کے خلاف ہے ناجائز ہے آپ یہ کیوں کر رہے ہیں؟ جب کہ ایک طرف اسلام اسلام کے نعرے ہیں مگر دوسری طرف اسلام کے احکام کو پامال کر رہے ہیں، تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہم یہ کام لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے کر رہے ہیں مصلحت کا تقاضا یہی ہے وہ مصلحت ہے کیا؟ یہی کہ لوگوں کو اپنی

تائید میں جمع کیا جائے زیادہ سے زیادہ لوگوں کی حمایت حاصل ہو جائے یہ ان کی مصلحت ہے جس کی خاطر جائز ناجائز کی تمیز بھی اٹھا دی ہے، اب بتایئے کہ نظر اللہ تعالیٰ پر ہے یا لوگوں پر؟ اگر اللہ تعالیٰ پر نظر ہوتی تو ناجائز کام کیوں کرتے؟

صاف صاف یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہم جئیں یا مریں اپنی سیاست میں کامیاب ہوں یا بظاہر دیکھنے میں ناکام ہو جائیں اس کی ہمیں کوئی پروا نہیں ہماری کامیابی تو اس میں ہے کہ ہمارا اللہ ہم سے ناراض نہ ہو اللہ راضی ہو جائے بس اسی میں ہماری کامیابی ہے اللہ تعالیٰ نے کامیابی کا معیار یہ بیان فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝﴾ (٤ - ٧٤)

**تَرْجَمَہ:** ”اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑے گا پھر خواہ جان سے قتل ہو جائے یا غالب آ جائے تو ہم اس کو اجر عظیم دیں گے۔“

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس نے جہاد کیا وہ اگر جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جائے یا غالب آ جائے دونوں صورتوں میں وہ کامیاب ہے حالانکہ جو قتل ہو جائے وہ بظاہر دیکھنے میں تو کامیاب نہیں ہوا بلکہ اس کے مقابلہ میں دشمن کامیاب ہو گیا۔ یہاں ”يُقْتَلْ“ کو مقدم ذکر فرمایا ہے دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿يَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ﴾ (٩ - ١١١)

ہماری راہ میں ہمارے بندے قتل کرتے بھی ہیں قتل ہوتے بھی ہیں اس میں حکمت یہ ہے کہ جہاں جہاں حکم بہادر بننے اور کچھ کر دکھانے کا ہے وہاں قتل کرنے کو مقدم فرمایا کہ جان بوجھ کر بکری نہ بن جاؤ کہ شہادت کی فضیلت لینے کی خاطر خود ہی دشمن کے آگے گردن جھکا دو وہ آ کر قتل کر دے گا اور ہمیں شہادت کا رتبہ مل جائے، نہیں! مرنے کی بجائے مارنے کا جذبہ لے کر نکلو، اس لئے اس جگہ ”يَقْتُلُوْنَ“ کو مقدم فرمایا اس کے بعد فرمایا ”يُقْتَلُوْنَ“ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلو تو مقتول

ہونے کا جذبہ لے کر نہیں بلکہ قاتل بننے کا جذبہ لے کر نکلو، اصل مقصد تو کفار کو قتل کرنا ہے نہ کہ ان کے ہاتھ سے قتل ہونا اس لئے "یَقْتُلُوْنَ" کو مقدم فرمایا اور دوسرے مقام پر جہاں اجر وثواب کا ذکر ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ حقیقت میں کامیاب اور اللہ تعالیٰ کے یہاں انعام پانے والے لوگ کون ہیں؟ وہاں "یُقْتَلُ" کو پہلے ذکر فرمایا مگر اس سے یہ مقصد نہیں کہ شہید کا اجر غازی سے زیادہ ہے "یُقْتَلُ" کو مقدم کرنے میں اصل نکتہ اس ابہام کو دور کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والا مسلمان بھی پورے طور پر کامیاب ہے، دیکھنے والے لوگ اس غلط فہمی کا شکار نہ ہوں کہ یہ تو دشمن سے مغلوب ہوگیا اسے کامیابی کہاں ملی کامیاب تو جب ہوتا کہ دشمن کو قتل کر دیتا خواہ کسی ناجائز طریقے سے ہی کرتا جیسے آج کل کی سیاست کا اصول ہے کہ ہر جائز و ناجائز طریقے سے اپنا مقصد نکالو، شہید جس مقصد سے گیا تھا یعنی کافر کو قتل کرنے بظاہر اس مقصد میں ناکام ہوگیا کافر کو قتل کرنے کی بجائے خود اس کے ہاتھوں قتل ہوگیا، اس لئے آج کل کی سیاست اسے ناکامی ہی تصور کرے گی، اس غلط فہمی کو زائل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے "یُقْتَلُ" کو مقدم فرمایا کہ شہید بھی غازی کی طرح کامیاب ہے، اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لیجئے اس کا حاصل یہ ہوا کہ کوئی مسلمان دیکھنے میں غالب ہو یا مغلوب اس کا کچھ اعتبار نہیں اعتبار تو اس کا ہے کہ اس نے جو کام کیا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کیا یا اس کے خلاف اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کیا اور حدود شرع کی پابندی کی تو وہ یقیناً کامیاب ہے خواہ دنیا کی نظر میں ناکام ہو، مغلوب ہو اور دشمن کے ہاتھ سے قتل ہی ہو جائے، بہرحال:

﴿فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (٤ - ٧٤)

تَرجَمہ: "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم اس کو اجر عظیم دیں گے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾

(۸-۶۱،۶۲)

اور فرمایا:

﴿وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝﴾ (۸-۷۱)

پہلی دو آیتوں میں کفار سے صلح کا بیان ہے کہ اگر وہ لشکر اسلام سے مغلوب ہو کر صلح کی پیشکش کریں تو حسب صوابدید صلح کر لی جائے کیونکہ مقصود تو غلبۂ اسلام ہے بلاوجہ خونریزی مقصود نہیں، خیال ہو سکتا ہے کہ شاید کفار خوف کی وجہ سے صلح کرنا چاہتے ہوں، بعد میں جب بھی موقع ملا تو پھر سر اٹھائیں گے، عہد شکنی کر کے حملہ کریں گے، اس خیال کی اصلاح کے لئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھو اگر انہوں نے عہد شکنی کی تو اللہ تمہیں ان پر غالب کر دے گا جیسے پہلے غالب کیا ہے۔

دوسری آیت میں ان کفار کا بیان ہے جو بدر میں قید ہوئے تھے ان میں سے بعض نے اسلام ظاہر کیا، اس پر تنبیہ انہیں فرماتے ہیں کہ اگر یہ لوگ آپ کو فریب دینے کے لئے اسلام ظاہر کر رہے ہیں تو یہ ایسا فریب پہلے بھی کر چکے ہیں جو انہیں اللہ کی گرفت سے نہ بچا سکا، اس کا حاصل بھی یہی ہے کہ اللہ پر توکل رکھیئے۔

اس کی ایک اور مثال یہ کہ جہاد میں کوئی کافر کسی مسلمان کی زد میں آ گیا اس نے اسلام قبول کر لیا تو اسے اس خیال سے قتل کرنا جائز نہیں کہ شاید اپنی جان بچانے کے لئے اسلام ظاہر کر رہا ہو، یہاں بھی وہی توکل کی تعلیم ہے کہ جس اللہ نے اب تجھے اس پر غالب کر دیا اگر اس نے خیانت کی تو وہی اللہ پھر تجھے غالب کر دے گا اس کے ظاہر کو قبول کر کے اسے چھوڑ دیں اور آئندہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں اس پر توکل رکھیں۔

مگر آج کے مسلمان کا اللہ پر توکل نہیں حالانکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اور احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اس پر تنبیہ فرمائی ہے مسلمانوں کو جھنجھوڑا ہے کہ خبردار! اپنی ہر حاجت میں، ہر مشکل میں نظر اللہ تعالیٰ پر رکھو ایسا نہ ہو کہ کہیں تمہارے قدم پھسل جائیں اور مسبب کے بجائے اسباب پر نظر چلی جائے۔

## درس عبرت:

جنگ حنین میں بعض حضرات کی نظر کثرت پر چلی گئی کہ پہلے تو ہم لوگ تعداد میں بہت کم تھے اور ہمارے پاس وسائل بھی اتنے نہ تھے اس کے باوجود ہم غالب آتے رہے اور اب تو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا ہے تعداد بھی بہت، مالی فراوانی بھی بہت، اسلحہ بھی بہت، جب قلت میں بھی غالب آتے رہے تو اتنی کثرت رکھتے ہوئے کیونکر مغلوب ہوں گے؟ جب نظر کثرت پر چلی گئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں سبق دینے کے لئے وقتی طور پر مغلوب کر دیا اور کفار کو غالب کر دیا اس کی وجہ اللہ تعالیٰ خود بیان فرما رہے ہیں:

﴿اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا﴾ (۹-۲۵)

جب اس پر تنبیہ ہوگئی کہ جس کثرت میں تم اپنی کامیابی کا راز سمجھ رہے تھے وہ کثرت تو تمہارے کسی کام نہ آئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو غالب فرما کر کفار کو انہی کے ہاتھوں مغلوب کر دیا، اس جنگ میں اسباب کی کچھ کمی نہ تھی تمام اسباب کی فراوانی تھی مگر عین موقع پر تمام اسباب ناکام ہوگئے، اگر کام آئی تو صرف مسبب کی دستگیری۔ میدان سیاست میں آکر جو مولوی صاحبان جائز ناجائز کا فرق روا نہیں رکھتے، تعداد بڑھانے کے لئے ہر حربہ استعمال کرنا جائز سمجھتے ہیں ان سے پوچھئے قرآن مجید کے یہ واضح فیصلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ان کے سامنے کیوں نہیں آتے؟ ان پر وہ کیوں توجہ نہیں دیتے؟ قرآن جب صاف صاف بتا رہا ہے کہ کثرت

سے کچھ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کو راضی کرلو کامیابی کا راز اسی میں ہے، یہ لوگ کیسے کہہ دیتے ہیں کہ ہم یہ کام اپنی سیاسی مجبوریوں کی وجہ سے کر رہے ہیں اس کے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کی حمایت ہمیں حاصل ہو جائے گی اور ہم کامیاب ہوں گے، قرآن میں تو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ لوگوں کی کثرت میں کامیابی نہیں، حنین میں کثرت تھی جو کسی کام نہ آئی پھر یہ کثرت بھی ناجائز طریقے سے حاصل نہیں کی گئی تھی گناہ کرکے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے لوگوں کی اکثریت کو اپنے ساتھ نہیں ملایا تھا صرف ایسے ہی بعض حضرات کو خیال آگیا کہ آج ہماری کثرت ہے ہم تعداد میں کافی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم کفار کے مقابلہ میں آج بہت زیادہ ہیں مگر اللہ تعالیٰ کو اتنی سی بات بھی پسند نہیں آئی اس لئے اپنی مدد ہٹالی، سوچئے جہاں حدود شریعت سے تجاوز کرکے لوگوں کی کثرت حاصل کی جائے وہاں اللہ تعالیٰ کی مدد کیسے آسکتی ہے؟ یاد رکھئے! جب تک ان اسباب سے نظر نہیں ہٹے گی اور اللہ تعالیٰ کو اسی طرح ناراض کرتے رہیں گے اس وقت تک کامیابی ناممکن، ناممکن، ناممکن۔ ان حالات میں قیامت تک کامیابی نہیں مل سکتی نہ ہی اسلامی حکومت قائم ہوسکتی ہے۔

مسبب کو چھوڑ کر صرف اسباب پر نظر رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی مدد چھن جاتی ہے اس کی رحمت چلی جاتی ہے، پھر اسباب جمع کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جائے، اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا جائے تو سوچئے اس کا کیا انجام ہوگا؟ یہ غزوۂ حنین کا واقعہ تھا۔

غزوۂ احد میں ذرا غور کیجئے! میدان احد میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تھوڑی سی غلطی صادر ہوگئی کوئی نافرمانی نہیں بلکہ ایک اجتہادی غلطی ہوگئی غور وفکر کرنے میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو سمجھنے میں کچھ غلطی ہوگئی اور مسئلہ یہ ہے کہ جس سے اجتہادی غلطی صادر ہو جائے اس کو گناہ نہیں ہوتا بلکہ اس کی غلطی پر بھی اس کو ثواب ملتا ہے اس کے باوجود بظاہر چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی ہوگئی اس لئے فتح شکست میں بدل گئی فتح حاصل ہو چکی تھی کفار پر غالب آچکے تھے

کفار بھاگے جارہے تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تعاقب کرکر کے ان کی گردنیں اڑارہے تھے، لیکن جیسے ہی یہ ذراسی غلطی ہوئی جنگ کا پانسہ پلٹ گیا وہی کافر جو شکست کھا کر بھاگے جارہے تھے پھر سے پلٹ آئے اور ستر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کردیا، اللہ تعالیٰ ان شہداء کے درجات بلند فرمائیں، بہرحال امت کو ایک بہت بڑا سبق دے گئے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کئے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔ ان حضرات سے کوئی گناہ بھی صادر نہیں ہوا تھا، بس حکم کو سمجھنے میں غلطی ہوگئی اور نتیجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی مدد واپس چلی گئی اور جہاں نظریہ اور عقیدہ ہی یہ ہو کہ اسباب کو مقصد بنالو اور ہر قیمت پر ان سے چمٹے رہو، خواہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوں تو یہ کتنی بڑی غلطی اور کیسی خطرناک گمراہی ہے، مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر حال میں اس کی نظر مسبب پر مرکوز ہے۔

## مسلمان کی بزدلی اور بہادری:

آج کا مسلمان بڑا ڈرپوک ہے بلی سے بھی ڈرتا ہے چوہے سے بھی ڈرتا ہے خواب میں کوئی ذراسی چیز نظر آجائے تو اس سے بھی ڈرنے لگتا ہے، ایک طرف تو یہ اتنا بزدل ہے مگر دوسری طرف بہادر بھی اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں آج کا مسلمان بہت بہادر ہے بہت بہادر، دیکھ لیجئے کیسی جرأت اور ڈھٹائی سے گناہ کرتا ہے اگر اللہ تعالیٰ سے ڈرتا تو گناہ کیوں کرتا؟ آج کا مسلمان اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں بہادر ہے اگر یقین نہ آئے تو جو شخص گناہ میں مبتلا ہو اسے ذرا کر دیکھئے اس سے کہیں گناہ کیوں کررہے ہو؟ اللہ تعالیٰ سے ڈرو جہنم سے بچو یہ سن کر وہ گناہ چھوڑ دے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ اور زیادہ کرے گا۔ سوچئے! یہ کوئی مزاح یا لطیفہ نہیں حقیقت ہے کہ آج کا مسلمان ایک طرف تو اتنا بزدل ہے کہ بلی چوہے سے بھی ڈرتا ہے لیکن دوسری طرف بہادر بھی اتنا کہ جہنم کی آگ کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اب آگے

ایک قاعدہ بتا دیتا ہوں اسے یاد کر لیجئے: ”جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ دنیا کی ہر چیز سے ڈرتا ہے۔“ یہ قاعدہ خوب یاد کر لیں اور اپنے دلوں میں اتار لیں کہ جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی چیزوں سے بھی ڈرتا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا تو دنیا کی ہر چیز اس سے ڈرے گی، بات آگئی سمجھ میں؟ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا بہادر دنیا کی کسی چیز سے نہیں ڈرتا بلکہ دنیا کی ہر چیز اس سے ڈرتی ہے ہاں جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا وہ دنیا کی ہر چیز سے ڈرتا ہے یقین نہ آئے تو تجربہ کر کے دیکھ لیجئے آپ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا شروع کریں اس کی نافرمانی چھوڑ دیں تو دنیا کی ہر چیز کا خوف آپ کے دل سے نکل جائے گا آپ کسی چیز سے نہیں ڈریں گے لیکن گناہ سے باز نہیں آتے تو ہر چیز سے ڈرتے رہیں گے۔ ڈرتے رہیں گے کانپتے رہیں گے۔ یہ اہل سیاست کا حال ہے جو غیر اللہ کو راضی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیتے ہیں۔ دوسری بات جو بار بار بیان کرتا ہوں اور وہ بھی سو فیصد سچی حقیقت ہے کہ گناہ کا پہلا حملہ اور سب سے پہلا وبال عقل پر پڑتا ہے، یہ حقیقت اتنی واضح ہے کہ اس پر کوئی دلیل لانے کی ضرورت نہیں اور اس موٹی سی بات کو سمجھنے کے لئے مسلمان ہونا بھی شرط نہیں یہ اتنی واضح اور صاف بات ہے اسے مسلمان ہی نہیں کافر بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے اسے راضی کر لیں اس لئے کہ اس کو راضی کئے بغیر اس سے کچھ لینا ممکن نہیں۔ بتائیے اس بدیہی بات کو سمجھنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ہے؟ اسے تو ہر شخص سمجھ لے گا خواہ مسلمان ہو یا کافر بلکہ عقل مند ہو یا پاگل، یہ تو پوری دنیا کا مسلم اصول ہے کہ جو چیز کسی کے قبضے میں ہے اسے راضی کئے بغیر وہ چیز اس سے نہیں لے سکتے، اس حقیقت سے کس مسلمان کو اختلاف ہے کہ عزت و ذلت فتح و شکست اور ساری مخلوق یہ پورا جہاں اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے بتائیے! جب آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں تو پھر یہ جرأت و ہمت کیسے ہو جاتی ہے کہ مخلوق کو راضی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیں؟

مخلوق کو خوش کرنے کے لئے خالق کو ناراض کر دینا عقل کی رو سے بھی ناجائز ہے مگر کیا کیا جائے کہ گناہوں کی شامت سے دل سیاہ ہو چکے ہیں اور عقلوں پر ایسا پردہ پڑ گیا ہے کہ ایسی موٹی سی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی۔

## پرکھنے کا معیار:

جو لوگ اسلام کے دعوے کرتے ہیں ان کی صحیح شناخت کے لئے دو تھرمامیٹر لے لیجئے ایک تو یہی جو ابھی بیان کر چکا کہ اگر واقعۃً آپ اسلام کا نفاذ چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کیوں کرتے ہیں؟ اگر یہ ساری تگ و دو اللہ تعالیٰ کے لئے کر رہے ہیں تو قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کو ناراض کیوں کرتے ہیں؟

ساتھ غیروں کے مری قبر پر آتے کیوں ہو
تم جلاتے ہو مجھے تو جلاتے کیوں ہو

دعویٰ تو یہ ہے کہ محبوب! تجھ سے بڑی محبت ہے تجھے ہر قیمت پر خوش کرنا چاہتا ہوں مگر کام ایسے ایسے کر رہے ہیں جن سے محبوب کو جلانے کی بجائے جلا رہے ہیں۔ وہ پوچھتا ہے اگر واقعۃً مجھ سے محبت ہے تو مجھے جلاتے کیوں ہو؟ یہی حال ان سیاسی عاشقوں کا ہے کہ زبان پر اسلام کے نعرے ہیں مگر کام اسلام کے خلاف کرتے ہیں جن سے اللہ ناراض ہوتے ہیں، ان کے سچ اور جھوٹ کو پرکھنے کا یہ ایک تھرمامیٹر ہو گیا کہ یہ سارے بلند بانگ دعوے اگر اللہ تعالیٰ کے دین کو غالب کرنے کے لئے ہیں تو خود اللہ تعالیٰ کو کیوں ناراض کرتے ہیں؟

دوسرا تھرمامیٹر یہ کہ آپ کی کوشش ہے کہ یہاں کسی طرح اسلامی حکومت قائم ہو جائے اور یہ پورا ملک کفر کی بجائے اسلام کا گہوارہ بن جائے اگر واقعۃً آپ اخلاص سے یہ کوشش کر رہے ہیں اور دعوائے اسلام میں سچے ہیں تو پہلے یہ بتائیے کہ جس حد تک آپ خود اسلام نافذ کر سکتے ہیں اس حد تک اسے نافذ کیوں نہیں کرتے؟ اپنے جسم

پر اور اپنے بیوی بچوں پر تو آپ کو مکمل اختیار ہے کیا ان پر آپ نے اسلام نافذ کر دیا؟ اگر بیوی بچوں پر بھی کسی کا اختیار نہیں چلتا بیوی سے ڈر ہے کہ کہیں پٹائی نہ کر دے بچے بھی بے قابو ہیں ان پر بس نہیں چلتا تو چلئے بیوی بچوں کو بھی مستثنیٰ کر دیتے ہیں مگر اپنے جسم پر تو آپ کو پورا اختیار ہے اگر پورے ملک میں اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنے جسم پر تو اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم کیجئے اسے پورے طور پر مسلمان بنایئے پھر ہم آپ کے دعووں کا اعتبار کریں گے۔ اپنے جسم پر اسلام نافذ کر کے دکھایئے جسم ہے کل کتنا؟ عموماً تقریباً چھ فٹ لے لیجئے اس کی لمبائی چوڑائی اور موٹائی بھی شامل کر لیجئے تو مجموعہ زیادہ سے زیادہ بیس فٹ بنے گا اس بیس فٹ کے رقبہ پر تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو پورا اختیار دے دیا ہے اس پر پورا اسلام نافذ کر کے دکھایئے دعویٰ تو ہے پورے ملک پر نفاذ اسلام کا مگر حالت یہ ہے کہ خود اپنی ذات پر اسلام نافذ نہیں ہو رہا، پھر آپ کے دعوے کا کیسے اعتبار کیا جائے؟ یہ تھرما میٹر ہے سچ جھوٹ اور کھرے کھوٹے کی تمیز کا۔ اس تھرما میٹر کو لے کر سب کو پرکھئے جو سیاستدان اسلام اسلام کے نعرے لگا رہے ہیں ان سے پہلا سوال یہی کیجئے کہ پورے ملک میں اسلام نافذ کرنا آپ کے بس میں نہیں اس میں ہم آپ کو معذور تسلیم کرتے ہیں مگر آپ کا جسم تو آپ کے اختیار میں ہے اس پر اسلام نافذ کرنے سے کیا چیز مانع ہے؟ آپ کی زبان آپ کے کان آپ کی آنکھیں اور آپ کے ہاتھ پاؤں غرض ایک ایک عضو گناہ میں مبتلا ہے ان پر روک ٹوک کیوں نہیں کرتے؟ اس بیس فٹ کے رقبہ پر تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکمل حکومت دی ہے اس پر آپ اللہ تعالیٰ کے قوانین جاری نہیں کرتے حالانکہ یہاں کوئی مزاحم نہیں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں اپنا وجود ہے اپنے وجود پر ہر شخص حاکم ہے جب اس پر آپ اسلام نافذ نہیں کر سکے تو پورے پاکستان کی حکومت اگر آپ کو مل جائے تو اس میں کہاں اسلام نافذ کریں گے؟ معلوم ہوا کہ اسلام کا دعویٰ ہی سرے سے غلط ہے اصل مقصد کچھ اور ہے اور وہ ہے اقتدار۔ یہ دو تھرما میٹر بتا

دیئے جہاں ضرورت پڑے ان سے کام لیں، اللہ تعالیٰ نیک عمل کی توفیق عطاء فرمائیں۔ اہل سیاست میں جو مولوی نہیں ہیں ان کی بات چھوڑیئے۔ دکھ ان مولویوں پر ہے جو نفاذ اسلام لانے کے دعوے کرتے ہیں اور اسلامی نظام لانے کے لئے ہی میدان سیاست میں اترے ہوئے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ حصول اقتدار کی خاطر قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کر رہے ہیں، قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کر رہے ہیں۔ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کر رہے ہیں (یہ جملہ تین بار دہرایا) اگر آپ لوگ واقعۃً اسلام لانے کے لئے اقتدار چاہتے ہیں تو ایسا اقتدار تو بڑی نعمت ہے لیکن یہ سوچئے کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے نافرمان کو نعمت دے دیں گے؟ یہ موٹی سی بات تو ایک عام انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ نافرمان اور باغی کو انعام سے نہیں نوازا جاتا، دنیا میں ایسا کر کے دیکھ لیں ایک شخص کوئی حکم دے اور آپ اس کا حکم ٹھکرا دیں اس کی کوئی بات بھی نہ مانیں پھر اسی کو جا کر درخواست دیں کہ حضور! ہمارا یہ کام کر دیجئے، بتایئے! وہ کام کر دے گا یا یہ کہ درخواست ہی پھاڑ کر پھینک دے گا؟ اللہ تعالیٰ سے کچھ لینے کے لئے بھی سب سے پہلی شرط اس کو راضی کرنا ہے اور اللہ کو راضی کرنا اس پر موقوف ہے کہ اس کی نافرمانی چھوڑ دیں۔ جب ان کو سمجھایا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ دو تو کہتے ہیں کہ ابھی ہمیں کچھ نہ کہیں ہم ابتدائی مرحلے میں ہیں جب ہم اقتدار تک پہنچ گئے تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا پھر ہم خود بھی درست ہو جائیں گے اور لوگوں کو بھی درست کر لیں گے، یہ عجیب منطق ہے ابھی انہیں کچھ نہ کہو جی بھر کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر لیں۔ تصویریں اتروائیں، جھوٹ بولیں، افتراء پردازیاں کریں اور ووٹ لینے کے لئے بے دین اور فساق و فجار لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے ہر ناجائز حربہ استعمال کریں انہیں کچھ نہ کہو ہاں زندگی میں بھی اقتدار مل گیا تو صحیح مسلمان بن جائیں گے اور دوسروں کو بھی ڈنڈے کے زور سے مسلمان بنائیں گے، اقتدار میں آ کر ان گناہوں کی تلافی کریں گے ابھی ذرا اقتدار تک کسی طرح پہنچنے دو، گویا گناہ

چھڑوانے کے لئے یہ گناہ کر رہے ہیں۔

## الہامی جملہ:

سیاسی مصلحت سے بہت سے غلط اور ناجائز کام کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہیں کام کو اپنا کام سمجھتے ہیں، اگر ایمان کامل ہوتا تو اس کام کو اللہ تعالیٰ کا کام سمجھتے اور اس پر یقین رکھتے کہ جس کا کام ہے وہی چلانے والا ہے ایک جملہ تو خوب یاد کر لیں اور دل میں بٹھا لیں:

**"لا یمکن اقامۃ الدین بھدمہ"**

کتنا شیریں جملہ اللہ تعالیٰ نے کہلوا دیا میں جب یہ جملہ زبان پر لاتا ہوں تو مزا آجاتا ہے اور وجد آنے لگتا ہے آپ لوگوں کو وجد آئے یا نہ آئے مجھے تو آتا ہے۔ لا یمکن اقامۃ الدین بھدمہ۔ مکہ مکرمہ میں ایک شامی عالم ہیں جو علم و عمل میں بہت مضبوط اور پختہ ہیں میں وہاں کے علماء میں سے صرف انہی ایک عالم سے ملاقات کرتا ہوں اس سے بھی ان کے علم و عمل اور تقویٰ کا اندازہ کیجئے ویسے تو سعودیہ میں بڑے بڑے علماء ہیں اور بہت سے حضرات حکومت کے مناصب پر فائز ہیں۔ کئی حضرات وہاں ملاقات کی خواہش ظاہر کرتے ہیں مگر میں ملاقات نہیں کرتا کسی مناسب طریقے سے ٹال دیتا ہوں لیکن پوری مملکت سعودیہ میں ایک عالم ایسے بھی ہیں جن سے شوق سے ملاقات کرتا ہوں۔ کبھی وہ میرے ہاں تشریف لے آتے ہیں کبھی میں ان کے ہاں چلا جاتا ہوں، ملاقات کی وجہ تو بتا ہی دی، علم و عمل میں ان کا رسوخ اور گہرائی، مسلک کے لحاظ سے حنفی ہیں اور حنفیت میں بڑے پختہ اور مضبوط، ان خوبیوں کی بناء پر میں ان کی قدر کرتا ہوں اور ملاقات کا اہتمام بھی۔ ایک بار ان کی مجلس میں کوئی ڈاڑھی منڈا مجاہد بیٹھا ہوا تھا اسے سمجھانے کے لئے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ جہاد کی مصلحت سے ڈاڑھی منڈانا جائز ہے یا نہیں؟ کہیں جہاد کے موقع پر

دشمن کی فوج میں جاسوسی کے لئے اگر کوئی مجاہد ڈاڑھی منڈا کر چلا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ ڈاڑھی رکھ کر جائے گا تو دشمن پہچان لیں گے کہ یہ مسلمان ہے، جیسے ہی انہوں نے پوچھا فوراً اللہ تعالیٰ نے میری زبان سے یہ الفاظ جاری کرادیئے:

"لا یمکن اقامۃ الدین بھدمہ"

دین کو گرا کر اسے قائم نہیں کیا جاسکتا۔ نام اور عنوان تو یہ ہو کہ ہم دین کو قائم کرنا چاہتے ہیں اسی لئے جہاد کر رہے ہیں کہ جہاد دین کا بہت بڑا شعبہ اور اقامت دین کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ دعویٰ تو یہ ہو کہ ہم دین کو دنیا میں زندہ کرنا چاہتے ہیں مگر کام وہ کریں جس سے دین کی جڑیں کٹتی ہوں اللہ تعالیٰ کی علانیہ بغاوت اور نافرمانی ہو تو اس سے دین کی عمارت منہدم تو ہوگی مسمار تو ہوگی مگر قائم کبھی نہیں ہوگی، یہ تو ایسے ہی سمجھیں کہ کوئی احمق درخت کو جڑ سے اکھاڑنا شروع کرے اس سے کوئی پوچھتا ہے کہ ارے! ہرے بھرے درخت کی جڑیں کیوں کاٹ رہا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ اس لئے کاٹ رہا ہوں کہ یہ درخت اور بڑھے مزید پھلے پھولے اور بارآور ہو جائے بتایئے کوئی اس سے اتفاق کرے گا؟ کوئی کرے بھی تو اس جیسا احمق ہی ہوگا عقلمند تو یہی کہے گا کہ یہ درخت کا دشمن ہے دنیا سے اس کا وجود مٹانا چاہتا ہے۔

جو لوگ دنیا میں دین کا کام کر رہے ہیں انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے دین کو گرانے کی کوشش نہ کریں اگر اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد ہے تو وہ قدم قدم پر دستگیری فرمائیں گے۔

ان سے کوئی پوچھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اقتدار دیں گے کیسے؟ کیا ان نافرمانیوں اور بغاوتوں کے ہوتے ہوئے وہ آپ کو حکومت دے دیں گے؟ کبھی نہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اپنے کھلم کھلا باغی اور نافرمان کافروں کو اللہ تعالیٰ حکومت دے دیں بلکہ ایسے لوگوں کو حکومت دے رکھی ہے دنیا میں بڑے بڑے نافرمان اور باغی کفار حکومتیں کر رہے ہیں لیکن یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو حکومت دے دیں جو اللہ تعالیٰ کے

ساتھ محبت کا دعویٰ کرتا ہو اور کرے جی بھر کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یہ دغا باز ہے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کبھی حکومت نہیں دیں گے، اگر فریب نہ دیتا کھلے نافرمانوں یعنی کافروں میں شامل ہو جاتا تو شاید حکومت مل جاتی مگر ایک شخص اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مخلوق کو دھوکا دے اور اللہ تعالیٰ اس کو حکومت دے دیں یہ ناممکن ہے کان کھول کر سن لیں دونوں کا معاملہ الگ ہے۔

## بوجھ بجھکڑ کی الٹی منطق:

ایک شخص کہیں درخت پر چڑھ گیا چڑھ تو گیا مگر اترا نہیں جا رہا تھا اس لئے چیخ و پکار شروع کر دی کہ مجھے کسی طرح نیچے اتار دو لوگ گئے بوجھ بجھکو کے پاس کہ ایک شخص چڑھ گیا ہے مگر اتارنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی یہ معما حل کر دیجئے، بجھکو صاحب تشریف لائے اور صورت حال دیکھ کر کہنے لگے ارے نادانو! اتنی سی بات پر تم اس قدر پریشان ہو گئے اور میرا بھی وقت ضائع کیا یہ تو بالکل آسان سا مسئلہ ہے اس کا حل کیا مشکل ہے بڑے بے وقوف اور احمق ہو اچھا اب دیر نہ کرو جلدی سے ایک مضبوط سا رسا لاؤ، لے آئے کہنے لگا شاباش! اوپر پھینکو اسے اور درخت پر چڑھے ہوئے شخص کو ہدایت کی کہ رسا آئے تو مضبوطی سے پکڑ لو انہوں نے پھینکا اس نے تھام لیا، اب دوسرا حکم جاری ہوا اسے مضبوطی کے ساتھ کمر سے باندھ لو اس نے باندھ لیا، پھر نیچے والوں سے کہتا ہے اب دیر کا ہے کی، مل کر رسا پکڑ لو اور زور سے نیچے کی طرف جھٹکا دو۔ انہوں نے ذرا سا زور لگایا تو اوپر چڑھا ہوا شخص دھڑام سے نیچے گرا اور ہڈی پسلی ایک ہو گئی یہ دیکھ کر بوجھ بجھکو صاحب کہنے لگے بس بھائی بیچارے کی موت آئی ہوئی تھی انسان کو آخر مرنا تو ہے ہی اس بیچارے کا بھی وقت پورا ہو چکا تھا۔ بدقسمتی سے یہ مر گیا۔ ورنہ ہماری یہ تدبیر تو سو فیصد کامیاب اور آزمودہ ہے اب تک سینکڑوں افراد کنویں سے اس طرح نکالتے میں نے دیکھے اور ان میں سے کوئی بھی

نہیں مرا ارے نالائق! تو نے کنویں سے نکالتے دیکھے درخت سے اتارتے تو نہیں دیکھے دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

یہ سیاست دان مولوی جو کہتے ہیں کہ ہم بے دینی کے طریقوں سے دین لائیں گے ان کی یہ منطق وہی بوجھ بجھکڑ والی منطق ہی ہے کوئی نیچے کنویں کی تہہ میں ہے کفر کی ذلت اور پستی میں پڑا ہے تو وہ اس تدبیر سے اوپر آ سکتا ہے۔ مگر اوپر والے کو اس تدبیر سے نیچے نہیں لایا جا سکتا اگر ایسا کیا تو وہ موت کے کنویں میں گر جائے گا، مسلمان شہزادہ ہے بلندی پر ہے اور کافر بھنگی ہے ذلت اور پستی میں ہے، آپ شہزادے کو بھنگی پر قیاس کرکے اس کے لئے بھنگی والی تدبیر اختیار کر رہے ہیں۔ یاد رکھیں! کنویں سے نکلنے کی تدبیر اور ہے اور بلندی سے نیچے آنے کی تدبیر اور ہے دونوں کو ایک دوسرے پر قیاس نہ کریں اللہ تعالیٰ کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ جو شخص اللہ کا نام لے، زبان سے دعویٰ کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کی خاطر کام کر رہا ہوں پھر اس دعوے پر پورا نہ اترے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی شروع کر دے تو ایسا شخص کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقعات ہمارے سامنے ہیں ذرا سی لغزش صادر ہونے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی مدد واپس چلی گئی کفار پر غلبہ پالیا فتح حاصل ہوگئی لیکن ذرا سی اجتہادی لغزش ہوئی اور سارا پانسہ ہی پلٹ گیا۔ اس لئے ان کی فتح شکست میں بدل گئی کفار مغلوب ہونے کے بعد پھر غالب آ گئے اس کا مطلب یہ نہیں کہ کفار اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے اس لئے ان کو غلبہ دیا بلکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ اپنا قانون دکھا رہے تھے کہ آنے والے انسانوں کو یہ پتا چل جائے کہ ہماری مدد مشروط ہے اطاعت کے ساتھ، اطاعت میں ذرا سی کمی آئی نہیں اور مدد گئی نہیں، اب بھی آپ دنیا میں دیکھ لیں بڑے بڑے کفار فساق و فجار اور علانیہ بغاوت کرنے والے لوگ دنیا میں جگہ جگہ حکومت کر رہے ہیں ایسے لوگوں کو حکومت مل سکتی ہے اس لئے کہ یہ دھوکا نہیں دے رہے۔ ان کا ظاہر باطن ایک جیسا ہے مگر کوئی مولوی چاہے کہ مجھے بھی اسی

طرح حکومت مل جائے تو یہ ممکن نہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ کر صحیح معنوں میں مولوی نہ بن جائے یا پھر مولویوں والی صورت بالکل ختم کر کے مکمل طور پر اسلام کو سلام کر کے دنیا کا کتا بن جائے۔ (سیاست کے موضوع پر حضرت اقدس کا رسالہ ''سیاست اسلامیہ'' اور وعظ ''سیاسی فتنے'' خوب غور سے پڑھیں بلکہ پڑھتے رہیں، ان کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کریں اور ان پر عمل کرنے کروانے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں، رسالہ ''سیاست اسلامیہ'' احسن الفتاویٰ کی چھٹی جلد میں بھی ہے۔ جامع)